ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

طاہرہ اقبال کی ناول نگاری کا تہذیبی و ثقافتی مطالعہ ”نیلی بار“،”گراں “اور”ہڑپا“

CIVILIZATION AND CULTURAL STUDY OF DR. TAHIRA IQBAL NOVEL "NEELI BAR" "GIRAAN" AND "HARPA"

اقراء اکرم
ایم فل سکالر،شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ویمن یورنیورسٹی فیصل آباد

Iqra Akram
M. Phil, Research scholar, Department of Urdu,
Government college women university Faisalabad.

ڈاکٹر رخسانہ بی بی
اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اردو،کو آرڈینیٹر فیکلٹی آف ہیو منٹیز اینڈ لینگیو یجز،گورنمنٹ کالج ویمن یورنیورسٹی فیصل آباد

Dr. Rukhsana Bibi
Assistant professor, Department of Urdu Coordinator Dean of faculty of humanities and languages
Government College Women university Faisalabad

Abstract:

Dr. Tahira Iqbal is an important name among woman fiction writers of the 21st century. She gained special recognition in a very short time due to her specific themes and unique style of her fictional stories are representative of rural background and culture and reflect historical socio political issues. Civilization guarantees the identity of man and his survival. Cultural awareness is as essential to any society as breathing for life. Civilization is a system of thought of human personality according to which man express his ideas, beliefs and thoughts which space the personality of man.

Tahira Iqbal's First Novel Is "Neeli Bar" Which Was published in 2017 by Dost Publisher Islamabad .In this novel she has described the Civilization and Culture of Punjab.

Tahira Iqbal's novel "Neeli Bar" covers many topics she has also written on religious extremism in the novel. "Gran" is the second novel of Tahira Iqbal. Its theme is also prominent. In the novel the author has shown the reflection of "Pathwari Culture" and shows different faces of female characters. "Harappa" is her third novel after "Neeli bar" and "Graan". "Harappa" has been published in 2023 book corner Jhelum. In this novel, she describes the "Harappan culture", Language, Society and Traditions. Tahira Iqbal brutally criticizes the feudal system. This novel has been divided into three parts titled, "Fitrat Harappa", "khandar harappa", "Abad Harappa". This Novel is a tragedy of women's helplessness, Obligation, agony and their inferior status in society

Key words: Civilization, Culture, Society, Women's Helplessness

کلیدی الفاظ: تہذیب، کلچر، معاشرہ، بے بس عورت

اکیسویں صدی کی خواتین فکشن نگاروں میں ایک اہم نام ڈاکٹر طاہرہ اقبال کا ہے انہوں نے اپنے مخصوص موضوعات اور منفرد انداز تحریر کی بدولت کم وقت میں خاص پہچان حاصل کر لی۔ان کی افسانوی میں کہانیاں دیہاتی پس منظر اور تہذیب و ثقافت کی نمائندہ ہوتی ہیں اور تاریخی سیاسی و سماجی اور عصر حاضر کے مسائل کی عکاسی کرتی ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

تہذیب انسان کی شناخت اور اس کی بقا کی ضامن ہوتی ہے۔انسان کی تخلیقی صلاحیتوں اور اس کے ارادوں کی مظہر ہوتی ہے۔کسی بھی معاشرے کے لیے تہذیبی شعور اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لیے سانس لینا ضروری ہے۔تہذیب انسانی شخصیت کا ایک ایسا نظام فکر ہوتا ہے جس کے تحت انسان اپنے نظریات، عقائد اور افکار کا اظہار کرتا ہے۔جس سے انسان کی شخصیت بنتی اور سنورتی ہے۔

دنیا کی ہر قوم کی زبان میں اس کی ثقافت اور تاریخ ایک اہم مقام رکھتی ہے۔انسان اور تہذیب و ثقافت لازم و ملزوم ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> ”جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے تو یہ اس بلند و بالا پہاڑ کی مانند ہے جس کی ندی نالے چشم آ بشار سب مل کر دریا کے روپ میں بستی کو سیراب کرتے ہیں۔“(۱)

نیلی بار

ان کا پہلا ناول ”نیلی بار“ ہے جو کہ۲۰۱۷ء میں دوست پبلیکیشنز اسلام اباد سے شائع ہوا۔اس ناول میں انہوں نے پنجاب کی تہذیب و ثقافت کو بیان کیا ہے۔”نیلی بار“میں ایک مخصوص خطے کے سماجی، سیاسی، مذہبی اور تہذیبی و ثقافتی عناصر کیاکاسی کی گئی ہے۔

طاہرہ اقبال کا ناول ”نیلی بار“ بہت سے موضوعات کا احاطہ کرتا ہے انہوں نے ناول میں مذہبی انتہا پسندی پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے ناول میں تہذیب و ثقافت کی عمدہ اور خوبصورت الفاظ میں عکاسی کی ہے۔انہوں نے نیلی بار کی رسم و رواج وہاں کی زبان، لباس، ہنر، مذہب اور ان کے کھانے وغیرہ کو نہایت دلچسپ انداز سے ناول میں پیش کیا ہے۔شادی کے موقع پر گیت لباس ڈھو ل اونٹوں اور ڈاچیوں کے ڈکرانے کی آوازوں کو بڑے جاندار طریقے سے پیش کیا ہے۔رخصتی کے گیت نیلی بار کی ثقافت کو اجاگر کرتے ہیں۔طاہرہ اقبال بار کی تہذیب و ثقافت بیان کرتے ہوئے بار کے کھانوں کا ذکر بھی کرتی ہیں:

> ”اج بکرا ذبح ہوا تھا۔ دیسی گھی کی تری والا مرچیلا شوربہ نائی میں دیگ میں پکایا تھا۔باداموں، کھویوں والی کڑاہی یعنی سوجی کا حلوہ گھر میں تیار ہوا تھا۔لال ہرے گاڑھے رنگے والے دسترخوان، چھابیاں،تنوری روٹیوں بڑے چھکو نکرانی باہر خبردار کھڑے نوکروں کے ہاتھوں میں پہنچا رہی تھیں۔تام چینی کی پلیٹیں کانسی اور پیتل کے چترکاری والے گلاس کمنڈل مونگر سرسایاں باہر ڈھو رہی تھیں۔“(۲)

یہاں کے مردوں اور عورتوں کا ایک مخصوص لہجہ ہے جو اسی علاقے کی سوغات ہے یہ زبان اس علاقے کی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرتی ہے۔

> ”نی آ انعام کتھوں گڑھایا نیں۔نی تولے دا تے ہوسی۔ نی آ لونگ ڈاڈا پیا سجدا،اے نی پٹولے وانگ تے کڑیاے سجے کیوں نا۔“(۳)

نیلی بار کے علاقے میں مختلف علاقوں سے مہاجرین آ تے ہیں جن کا تعلق مختلف تہذیب و ثقافت سے ہوتا ہے۔مہاجرین عورتیں بہت ہنر مند ہوتی ہیں مہاجر عورتیں مٹی سے نہایت خوبصورت ماہرانہ انداز میں بیل بوٹے بناتی اور مٹی سے گھروں کی لپائی کرتی ہیں۔

طاہرہ اقبال ان عورتوں کے ہنر کی داد دیتی ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"چولہوں کو کنگرے کناروں، تیکھی گھڑتوں سے سجاتی مہاجرنیں جن کی انگلیوں میں قدرت نے کیسی فنکاریاں سمو دی تھیں جو مٹی سے خوبصورتیاں تراش لیتی تھی نفیس گھڑتوں والے اوٹے کاڑھنیاں، چولہے، انگیھیاں، پر چھتیاں، بھڑولے چکی کے من، تنور، صندوق اس ایک مٹی سے کیا کیا زیبائش و آ رائش اور ہنر کاریاں کے آ نکھ دم بخود رہ جائے۔"(۴)

گراں

"گراں"ڈاکٹر طاہرہ اقبال کا دوسرا ناول ہے۔ ان کا پہلا ناول "نیلی بار"وسیع کینوس کا ناول ہے جبکہ "گراں" کا کینوس مختصر ہے۔ موضوع بھی ممتاز حیثیت رکھتا ہے ناول میں مصنفہ نے پٹھواری ثقافت کا عکس دکھایا ہے اور عورت کے کردار کے مختلف روپ نمایاں کیے ہیں۔انہوں نے ناول میں مختلف تہذیبوں اور معاشروں کی عکاسی کی ہے انہوں نے تہذیب کے تمام رنگوں کو اس خوبصورتی سے قلم بند کیا ہے کہ وہ تمام مناظر زندہ و جاوید ہو کر ہماری انکھوں کے سامنے جلوہ گر ہو گئے ہیں۔انہوں نے ناول میں تو ہم پرستی پر بھی لکھا ہے جو کہ دیہاتی معاشرت کا اہم حصہ ہوتی ہے جن میں پریاں،جن، دیو،بھوت اور لوک داستانیں وغیرہ خاص حیثیت رکھتی ہیں انہوں نے فرضی کہانیوں کو دلچسپ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جیسے یہ تمام مناظر جیتے جاگتے ہماری انکھوں کے سامنے پھر رہے ہوں۔

"میلوں گھمرے کسوں اترا ہوں اور کوسوں بلند تیکھی دندیوں اور چوٹیوں پر چڑھ بیٹھی آسیب زدہ تاریکی کو چیرتی تیزگام،کوکتی، چنگاڑتی ہوئی کوسوں پہاڑوں میں رات بھر بجنے والے جنات کے ڈھول باجوں کے ردم کو لپیٹ لے گئی۔ سوئے ہوئے جاگے۔چولھوں پر دھرے گرم پانی کے تسلوں سے لوٹے بھر عورتیں لڑی میں اتر گئیں اور مرد مسجد کو چلے گئے۔"(۵)

پٹھوار کی تہذیب کا انوکھا رنگ وفا ہے۔اس کی زندہ مثال ناول میں شکیلہ جان، زرینہ جان اور جھلی میرن کا کردار ہے جو اپنی زندگی ان مردوں کے نام پر کر دیتی ہیں جس سے ایک دفعہ ان کا نام منسوب ہو گیا۔ اور کسی دوسرے مرد کا تصور بھی ذہن میں نہیں آ نے دیتی جب زرینہ جان کو اس کی ساس نے شادی کا کہا لیکن اس نے شادی سے انکار کر دیا۔

"ایک بار جو نام ساتھ جڑ گیا۔ بس جڑ گیا۔یہ تو پٹوار کی ریت ہی نہیں توبہ توبہ! ایک واری جڑی منگی گئی مرد دیکھا نہ دیکھا بس اسی کے نام لڑ لگ عمر گزار دی۔"(۶)

انہوں نے پٹھوار کے لوگوں کا رہن سہن اور معاشرت کو لفظی پیرہن عطا کیا۔محنتی عورتوں کے کام کاج کو بیان کیا۔

"اب ہر گھر سے عورتیں کمر سے ٹوکرے لگائے مونگ پھلی کھودنے کھیتوں کو نکلیں، کھائیاں اترتے، چوٹیاں چڑھتے چھوٹے چھوٹے سرخ مٹی بھرے کھیت مونگ پھلی کی ہری بیلوں سے ڈھکے ہوئے عورتیں رمبیوں کی چمکتی قوسی دھار سخت مٹی میں کھبوتی اور مونگ پھلیوں سے بھرا اجڑوں کا گچھا باہر آ جاتا۔"(۷)

ہڑپا

"نیلی بار" اور" گراں"کے بعد ان کا تیسرا ناول" ہڑپا"۲۰۲۳ میں بک کارنر جہلم سے شائع ہوا۔اس ناول میں مصنفہ ہڑپا کی تہذیب زبان سماج اور روایات کو بیان کرتی ہیں۔ہر کردار کو بڑی گہرائی سے پیش کیا گیا ہے طاہرہ اقبال جاگیردار نظام پر سے نشتر زنی کرتی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ہیں وہ دیہی سماج کی سچی، کھری اور حقیقی کہانیاں بیان کرتی ہیں یہ ناول متنوع جہات کا حامل ہے۔ ٫٫ہڑپا،،ناول کے فکری پہلوں میں عورت کی زندگی کو موضوع بنایا ہے انہوں نے عورتوں سے ہونے والے ظلم و زیادتیوں اور ان کی حق تلفی پر قلم اٹھایا ہے۔طاہرہ اقبال کی تمام کہانیوں میں جو مشترک چیز ہے وہ عورت کی زندگی سے جڑے مسائل ہیں اس ناول کے بہت سے کردار ہیں لیکن مرکزی کردار سنوبر، چنی اور بالی ہے کہانی میں جو کردار اور واقعات سامنے آتے ہیں وہ انہی تین کرداروں کو اپس میں جوڑے رکھتے ہیں۔

اس ناول کے تین حصے ہیں آباد ہڑپا،کھنڈر ہڑپا اور ہڑپا فطرت۔

چھوٹی چھوٹی کہانیاں اس پورے ناول کو جکڑے ہوئے ہیں۔اس ناول کا اہم کردار صنوبر ہے۔ انہوں نے صنوبر کا کردار اس وقت سے تراشا جب وہ ۱۳ سال کی بچی ہے یہ نسوانی کردار بلوغت کے اثار ظاہر کرتا ہے. صنوبر ایک جاگیر دار گرانے کی بیٹی ہے ماں کے کرخت لہجے کی وجہ سے اس میں ڈر اور خوف کی کیفیت نمایاں ہے۔صنو بر گھر کی اکلوتی بیٹی ہونے کے باوجود اپنی ماں کے خوف کی وجہ سے مسلسل ذہنی دباؤ کا شکار رہتی ہے۔وہ اپنے جذبات کو دبا کر رکھتی ہے۔ اس کی شخصیت میں اس قدر خوف سما جاتا ہے کہ وہ ایم اے پاس کرنے کے باوجود بھی اپنے حق میں کچھ نہیں بول سکتی وہ بڑی بی بی جی کے خوف سے گھبرا کر خود کو نہ صرف مخصوص ایام میں لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھتی ہے وہ آہستہ آہستہ اپنی ہی ذات میں گم ہو جاتی ہے۔عورت کی بڑھتی عمر کے ساتھ اس کی جسمانی تبدیلیاں کیسے اسے دماغی اذیت میں مبتلا کرتی ہیں گھر کی بڑی عورتیں نو عمر لڑکیوں کو بلوغت کے مسائل سے آگاہ نہیں کرتی بلکہ ان کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں اور ان پر الزام لگاتی ہیں جس کی وجہ سے بچیوں کو اپنے بلوغت کسی گناہ کا نتیجہ لگتی ہے اور جسمانی تبدیلیاں انہیں کسی عذاب سے کم نہیں لگتی جس کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور انہیں تانے سننے پڑتے ہیں۔

> ”لیکن اس قلعے نما گھر میں بند شہزادی کو ان جسمانی تبدیلیوں کی بلوغت کی اظہار کی اجازت نہ تھی۔صنوبر کی بلوغت کسی عذاب کی طرح آئی اور عفریت کی طرح اس کے چڑمڑ وجود کے ساتھ چپک گئی۔،،(۸)

بڑی بی بی کے ظلم اور طعنوں سے صنوبر بے بس نظر آتی ہے طاہرہ اقبال نے بڑے لوگوں کے رکھ رکھاؤ اور بچیوں کے ساتھ نا روا سلوک بیٹیوں کو کمتر سمجھنے اور ان کی شخصیت کو دبا دینے کی عکاسی بڑے دل کش انداز میں کی ہے۔

> ”وہ جتنا دھوتی زخم اتنا ہی کھلتا جاتا وہ رو رو کر گڑگڑا کر خدا سے معافیاں مانگتی کی شلوار پھر نہ بھرے پر وہ پھر بر جاتی کتنا چھپانے کی کوشش کی لیکن پھر بھی کسی گدھ کی آنکھ والی نوکرانی نے جب جھپٹا مارا ٫٫ہائے نکی بی بی تیرا سر تو پلید ہو گیاہے۔،،(۹)

گھر کی بڑی بی بی اسے پاکیزگی اور صفائی کی ترغیب نہیں دیتی بلکہ ہر مہینے تاریخ آنے پر الزام مات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اپنے وجود سے نفرت کرتی ہے اس کو آ غاز حیض اور بعد کی تبدیلیوں سے آ گاہ نہیں کیا جاتا اور اس کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ ایک قدرتی عمل ہے۔سنوبر کو یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ اس کی یہ جسمانی تبدیلی اس کے ذہن کےگندے خیالات کی وجہ سے ہوئی ہے۔بڑی بی بی جان شدید نفرت اور احساس برتری سے ناک سکیڑتی۔

> ”گندے خیالات کا نتیجہ گندا، کتنا بکتی تھی نہ کھا گوشت نہ پی چائے۔ پر سورنی نے کر کے چھوڑا۔،،(۱۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

بڑی بی بی جان اس کو خود کھانے کو دیتی صنوبر کو خود کوئی چیز اٹھا کر کھانے کی اجازت ہی نہیں تھی۔سنوبر کو خود سے زیادہ آزاد نوکرانیاں لگتی ہیں جو اپنی مرضی سے کھا پی سکتی ہیں اپنے جذبات کا اظہار کر سکتی ہیں۔بڑی بی بی جان اس ناول کا سب سے مضبوط نسوانی کردار ہے جو اپنی سگی بیٹی کو ہر وقت طعنے دیتی ہے اس کی زندگی کو اجیرن کر دیتی ہے اور اپنے بڑے بیٹے افتخار کو ہر وقت بد دعائیں دیتی ہے انہوں نے اس کردار کو تشکیل دیتے ہوئے عورت کے روایتی کردار کی نفی کی ہے۔اپنی محبتیں اپنے چھوٹے بیٹے امتیاز پر نچھاور کرتی ہیں جاگیردار نظام میں جائیداد کی ہوس میں اپنے سگے بھائی کا دشمن بن جاتا ہے۔ماں اپنے بیٹے سے نفرت کا اظہار کرتی ہے۔

"ہائے ہائے کاڑھنی کی ملائی کی تہہ توڑ دی نری بے کرتوتی کل مکھن کھیہ چڑے گا۔ ہائے
چائے نہیں مہرہ پیئے گولی جوگا، سور کھائے، گولی لگے تیرے کلیجے میں تو میرے کلیجے میں
ٹھنڈ پڑے وہ کون سا دیہاڑا ہوگا جب میں تیری چھوڑی ڈال تجھے پٹوں گی۔"(۱۱)

طاہرہ اقبال عورت کی حقوق کو اجاگر کرتی ہیں انہوں نے اس ناول میں اس بات پر بھی اشارہ کیا ہے کہ ہمارے معاشرے میں اج بھی عورتیں وراثت میں حق ملنے سے محروم ہے ان کو جائیداد سے حصہ نہیں ملتا جہاں زمین جائیداد کے لیے اپنے خونی بھائی کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

"مستے ! کیا بکواس کر رہا ہے تو۔ لڑکیوں کا کون سا حصہ؟ انہیں جہیز نہیں مل جاتا اتنی بڑی
بارات کو کھانا نہیں کھلا یا جاتا۔ زیور نہیں چڑھایا جاتا بس تو یہ بتا کہ یہ مربعے میرے نام
کیسے ہو سکتے ہیں۔"(۱۲)

طاہرہ اقبال عورت کی مظلومیت کی سچائی کو بیان کرتی ہے کھنڈرات میں بکریاں چرانے والی چنا ں کو پہرے دار نفرت کا نشانہ بناتے ہیں اور وہ غیر ملکی سیاحوں کو دکھا دکھا کر یہ پہرانی تہذیب کے آثار ہیں چناں کی نمائش کر کے معاشی ہوس پوری کرتے ہیں اور نوٹ بٹورتے ہیں۔

طاہر اقبال نے چنا ں کے کردار سے ایک نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آ ئے روز اس جیسی لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوتی رہتی ہے جن کے حق میں کوئی نہیں بولتا اس کی آہ پکار کوئی نہیں سنتا کسی ایک عورت کے ساتھ ہونے والی زیادتی سے تمام سیاسی پارٹیاں سماجی تنظیمیں میڈیا اپنے ریٹنگ بڑھانے کے تمام حربے استعمال کرتے ہیں۔

چناں کو سب حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

"جا دور دفع،کالی گھگنی، پھپھنی،گندی بھتی۔"(۱۳)

جس کے پاس اختیار ہوتا ہے وہ خود کو اعلی و ارفع سمجھتا ہے اور دوسروں کو کمتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔اس ناول میں بالی کا کردار طوائف کے طور پر سامنے اتا ہے جس میں وہ معاشرے کے منفی پہلوؤ ں کو سامنے رکھتی ہیں انہوں نے بتایا کہ کوئی بھی لڑکی خود بخود طوائف نہیں بنتی بلکہ معاشرے کے ہوس پرست مرد بناتے ہیں۔اس معاشرے میں ہر گناہ کی ذمہ دار عورت ہے اس کا یہ پیشہ اس کی پہچان بن جاتا ہے اس ناول میں بالی اپنے آپ کو "بالی کنجری" کے نام سے پکارتی ہے:

"کنجری اپنی ذات میں اکلی
کنجری آپ ایک ذات ہے
کنجری اپ ایک دھرم۔۔۔۔
میں آپ ہی آپ تو کنجری نہیں ہوگئی،

بنانے والوں نے بنایا ہے‘‘[۱۴]

طاہرہ اقبال نے گھریلو عورت اور طوائف کی زندگی میں فرق کو واضح کیا ہے۔گھریلو عورتیں گھر کا کام کاج کرنے،بچے پیدا کرنے کے باوجود شوہروں سے پٹتی ہیں۔جبکہ بالی ڈھابے پر موجود مردوں کی طرف جب اپنا جوتا ہوا میں اچھالتی ہے تو وہ جوتی کو کھینچ کر کے سینے سے لگاتے ہیں۔یہ تمام مرد بالی پر عاشق ہیں اور اس کی ایک ادا کے لیے پیسے نچھاور کرتے ہیں۔جبکہ ان کی بیویاں بنیادی ضروریات سے محروم ہوتی ہیں۔

”میں پہلے نوٹ رکھواتی ہوں پھر انگیا کو چھونے دیتی ہوں۔تم جس مرد سے دن رات پیٹتی
ہو اس کے ساتھ مفت میں سوتی بھی ہو اور ہر سال اس کا بچہ بھی جنتی ہو۔‘‘[15]

حوالہ جات

1. سلیم اختر،ڈاکٹر مشرق اور مغرب کے معیارات کا تصادم اور انجذاب،Research of journal شمارہ ۴،یونیورسٹی،۲۰۰۲،ص ۲۵
2. طاہرہ اقبال،ڈاکٹر،نیلی بار اسلام آباد:،دوست پبلیکیشنز،۲۰۱۷،ص ۲۸۷
3. ایضاً،ص ۳۵
4. ایضاً،ص ۲۶۹
5. طاہرہ اقبال،ڈاکٹر،گراں، ا سلام آباد: دوست پبلیکیشنز،۲۰۱۹،ص ۱۵
6. ایضاً،ص ۲۶
7. ایضاً،ص۱۶
8. طاہرہ اقبال، ہڑپا، جہلم:بک کارنر،فروری۲۰۲۳،ص ۶۷
9. ایضاً،ص ۷۰
10. ایضاً،ص ۷۱
11. ایضاً،ص ۲۱۱
12. ایضاً،ص ۲۳۹
13. ایضاً،ص ۴۰
14. ایضاً،ص ۵۱
15. ایضاً،ص ۶۰